

صحابہ کرامؓ کے اسلوب دعوت میں انسانی نفسیات کا لحاظ

دعوت و تبلیغ ایک مقدس فریضہ اور کارِ انبیا ہے اور انسانی نفسیات اور فہم و شعور سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ انسان کی عملی زندگی میں قوتِ محرکہ اس کا دل اور دماغ ہے۔ اگر داعی مخاطب کے دل و دماغ کو اور اس کے فہم و شعور کو متاثر کرنے میں کامیاب ہو جائے تو پھر باقی کام آسان ہو جاتا ہے۔ اس لیے دعوت سے بھی پہلے داعی کے لیے اس اسلوب کا تعین ہے کہ مخاطب کے فہم و شعور میں یہ بات کس پیرایے میں پیش کر کے بٹھائی جائے اور اس حوالے سے انسانی نفسیات کے کس پہلو کو پیش نظر رکھا جائے؟ نفسیات دعوت و تبلیغ کا ہی موضوع اور فن ہے۔ مبلغ کا کام انسان سازی ہے اور اس کام میں اس کا علم اور حکمت دونوں استعمال ہوتے ہیں۔ دعوت و تبلیغ میں انسانی نفسیات کی کس قدر اہمیت ہے اور داعی کا ماہر نفسیات ہونا کتنا ضروری ہے، اس کی وضاحت کرتے ہوئے امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

”جس طرح ایک بیج کے نشو و نما پانے کے لیے تہا نچ کی صلاحیتوں ہی پر نظر نہیں رکھنی پڑتی، بلکہ زمین کی آمدگی و مستعدی اور فصل و موسم کی سازگاری و موافقت کا بھی لحاظ رکھنا پڑتا ہے، اسی طرح کلمہ حق کی دعوت میں مجرد حق کی فطری صلاحیتوں پر ہی اعتناء نہیں کر لینا چاہیے، بلکہ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ جن لوگوں کے سامنے وہ حق پیش کیا جا رہا ہے، دعوت کے وقت نفسیاتی نقطہ نظر سے ان کی حالت کیا ہے۔ زمینوں کی طرح ریحوں اور دلوں کے بھی موسم ہوتے ہیں اور ایک داعی کا فرض ہے کہ ان موسموں سے اچھی طرح واقف ہو۔ جس طرح ایک دہقان زمین کی فصلوں اور موسموں کو پہچانتا ہے اور اسی وقت کوئی بیج ڈالتا ہے جب موسم سازگار ہو۔ جو لوگ اس اصول کی خلاف ورزی کرتے ہیں، خواہ اپنی سادگی اور بھولے پن کی وجہ سے، یا اس خیال سے کہ حق اپنی ذاتی کشش سے خود بخود دلوں میں جگہ پیدا کر لے گا، اس کے لیے کسی اہتمام کی ضرورت نہیں ہے، وہ اپنی اس غلطی کی سزا اپنی دعوت کی ناکامی کی شکل میں پاتے ہیں اور ان کی نیک نیتی ان کی اس بے تدبیری اور غفلت کے نتائج سے ان کو بچا نہیں سکتی، جو مخاطب کی نفسیات کی رعایت کے باب میں ان سے صادر ہوتی ہے۔ (۱)

ماہنامہ الشریعہ (۷) جولائی ۲۰۰۳ء

اس سیاق و سباق میں کہا جاسکتا ہے کہ اصل قوت محرکہ داعی کی شخصیت ہے۔ وہ جتنا خود متحرک ہوگا، دوسروں کو بھی اسی نسبت سے متحرک کر سکے گا اور وہ جس قدر تربیت یافتہ ہوگا، اسی قدر دوسرے افراد کے لیے بہترین مربی کا کردار ادا کر سکے گا۔ علم نفسیات سے واقفیت کی صورت میں داعی شریعت کے بہت سے احکام کو زیادہ بہتر طور پر پرکھنے اور ان کی حکمتوں کا کماحقہ اندازہ لگانے میں کامیاب ہو سکے گا جس کے نتیجے میں اس کے ایمان میں دن بدن اضافہ ہوتا جائے گا اور جب خود اسے شرح صدر ہوگا تو دوسرے لوگوں کے سامنے وہ اس کی بہتر دعوت پیش کر سکے گا۔ اگر داعی کو نفسیات کے اس فن سے مناسبت پیدا ہو جائے تو جن افراد اور جماعتوں کو اس نے مخاطب بنانا اور ان تک اپنی دعوت پہنچانی ہے، اس کے ذریعے اسے ان کی نفسیات اور جذبات و میلانات کو سمجھنے میں بڑی مدد ملے گی۔ مخاطب کے اوپر اثر انداز ہونے اور اس کے اندر اپنی بات کے لیے آمادگی پیدا کرنے کے سلسلے میں کن تدابیر کے اپنانے اور کن امور کو ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے، اسے کیوں کرتیار کیا جائے، کس طرح اس کے اندر نیکی اور بھلائی کے لیے جذبات کو ابھارا جائے اور بدی اور برائی کے محرکات سے اسے دور رکھا اور بچانے کی کوشش کی جائے؟ یہ تمام امور انسانی نفسیات کے جاننے ہی سے حاصل ہو سکتے ہیں۔

اگر داعی لوگوں کی نفسیات، ذوق، مزاج اور ان کے جذبات و میلانات کی رعایت نہ کر سکے تو اس چیز کے امکانات بہت کم ہو جاتے ہیں کہ لوگ اس کی باتوں کو سنیں اور ان پر توجہ دیں۔ بلکہ اکثر و بیشتر تو ایسا ہوگا کہ وہ ان کے اندر کوئی دلچسپی اور شوق پیدا کیے بغیر انھیں اکتاہٹ اور بیزارگی کا شکار بنا دے گا اور لوگ اس کے قریب ہونے کی بجائے دور رہنے کو زیادہ پسند کریں گے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو تاکید فرمائی:

يَسْرُوا وَلَا تَعْسُرُوا، وَبَشِّرُوا وَلَا

تَنْفَرُوا (۲) نہ کرو۔ انھیں خوشخبری سناؤ (کہ دین کے قریب

آئیں اور اپنی کسی بات یا طرز عمل سے) دین سے

متنفّر نہ کرو۔

اس فرمان نبویؐ کی یہی معنویت ہے کہ مخاطب کے سامنے بات اس طور پر رکھی جائے کہ اس کے اندر اس دعوت کی طرف رغبت اور میلان پیدا ہو اور اسے دین سے بیزار اور متنفّر نہ کیا جائے۔ الغرض انسانی نفسیات کی رعایت کے بغیر دعوت کی کامیابی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ کی دعوت کی مقبولیت کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ انھوں نے ہمیشہ دعوت و تبلیغ میں انسانی نفسیات کا بھرپور خیال رکھا۔ زیر نظر سطور میں صحابہ کرامؓ کی سیرت سے اس کی چند مثالیں پیش کی جا رہی ہیں۔

_____ ماہنامہ الشریعہ (۸) جولائی ۲۰۰۳ء _____

انسانی طبائع کا لحاظ / وقفہ

صحیح بات بھی اگر مسلسل اور بغیر کسی وقفہ کے کہی جائے تو طبیعت اسے معمولی سمجھ کر حقیقی اثر قبول نہیں کرتی، اس لیے دعوت کا کام بغیر کسی وقفہ کے کیے چلے جانا کہ لوگ اس کو معمول کی کارروائی سمجھنے لگیں، درست طریقہ نہیں ہے۔ اس لیے داعی کا انسانی نفسیات کا عالم ہونا بھی ضروری ہے تاکہ وہ بروقت اندازہ لگا سکے کہ کہیں مخاطب پر اکتا ہٹ تو طاری نہیں ہو چکی۔ کیونکہ دعوت جب ذہنی اور روحانی آسودگی کا باعث نہ بنے گی تو غیر مؤثر ہو جائے گی۔ داعی کیلئے ضروری ہے کہ وہ دعوت کے اوقات کو بے ہنگم نہ ہونے دے بلکہ لوگوں کی طلب اور شوق کو برقرار رکھنے کے لیے دعوت کا کام وقفے وقفے سے کرے، اور اس وقت بیان کرے جب لوگوں کی خواہش ہو اور ان کی طبائع دعوت کو قبول کرنے کیلئے تیار ہوں۔ صحابہ کرامؓ بھی اس وجہ سے کہ کہیں لوگ اکتانہ جائیں، لوگوں کے اشتیاق کے باوجود وقفہ کیا کرتے تھے۔ ابو وائلؓ روایت کرتے ہیں:

کان عبد اللہ یذکر الناس فی کل	عبداللہ بن مسعود لوگوں کو ہر جمعرات کو وعظ سنایا
خمیس فقال له رجل: یا ابا	کرتے تھے۔ ایک شخص نے ان سے کہا: اے ابو
عبدالرحمن لوددت انک ذکرتنا کل	عبدالرحمن! میری خواہش ہے کہ آپ روزانہ وعظ کیا
یوم“ قال: اما انه یمنعنی من ذالک انی	کریں، تو انھوں نے فرمایا: میں ایسا اس وجہ سے نہیں
اکره ان املکم وائی اتحولکم	کرتا کہ کہیں تم پر بوجھ نہ بن جاؤں۔ میں بھی اسی
بالموعظة کما کان النبی ﷺ یتحولنا	طرح ناعد کر کے تمہیں نصیحت سناتا ہوں۔ جس طرح
بها مخافة السامة علینا (۳)	رسول اللہ ﷺ ہم کو نصیحت سنایا کرتے تھے کہ ہم

بیزار نہ ہو جائیں۔

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے گھر کے سامنے وعظ سننے کے لیے لوگوں کا ہجوم تھا، یزید بن معاویہ نخعی نے ان کو خبر دی اور لوگوں کی خواہش سے آگاہ کیا، لیکن وہ کافی دیر کے بعد گھر سے برآمد ہوئے اور فرمایا:

انه لیدکر لی مکانکم فما آتیکم
کراہیة أن املکم لقد کان رسول
اللہ ﷺ یتحول لنا بالموعظة فی الأيام
کراہیة السامة علینا (۴)

مجھے خبر تھی کہ آپ لوگ دیر سے میرا انتظار کر رہے
ہیں، لیکن میں اس خوف سے باہر نہیں آیا کہ کثرت
وعظ آپ لوگوں کو تھکا نہ دے، رسول اللہ ﷺ ہم
لوگوں کی تکلیف کے خیال سے کئی کئی دن کا وقفہ
کر کے وعظ فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ نے دعوت و تبلیغ میں انسانی نفسیات کے اس پہلو کا ہمیشہ لحاظ کیا۔ صحابہ کرامؓ اس اسلوب دعوت کی اہمیت اور اس کی تاثیر سے پوری طرح آگاہ تھے، اس لیے انھوں نے دوسروں کو بھی تلقین کی۔ ایک

_____ ماہنامہ الشریعہ (۹) جولائی ۲۰۰۳ء _____

دفعہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اپنے نامور شاگرد عکرمہ کو دعوت و تبلیغ میں اس اسلوب کے اختیار کرنے کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

حدّث الناس كلّ جمعة مرّة، فإنّ أبيتَ
فمرّتين، فإنّ اكثرت فثلاث مرّات،
ولا تملّ الناس هذا القرآن فلا ألفينك
تأتى القوم وهم فى حديث من
حديثهم فتقصّ عليهم فتقطع عليهم
حديثهم فتملّهم، ولكن أنصت فإذا
أمروك فحدّثهم وهم يشتهونهُ (۵)

لوگوں سے ہفتہ میں ایک بار وعظ کرو، اگر یہ قبول
نہیں تو دوبار اور زیادہ سے زیادہ ہفتہ میں تین بار
وعظ کرو اور لوگوں کو اس قرآن سے اکتانہ دو۔ میں
تمہیں اس حال میں نہ دیکھوں کہ تم کسی جماعت
کے پاس اس حال میں جاؤ کہ وہ اپنے کاموں میں
سے کسی کام میں مشغول ہوں، تم ان کی بات کو قطع کر
کے اپنا وعظ شروع کر دو، اس طرح تم ان کو اکتانہ دو
گے، بلکہ تمہیں چاہئے کہ خاموش رہو اور جب لوگ
فرمائش کریں اور وہ خواہش سے سنبھلے۔

ابن ابی السائبؓ تابعی، مدینہ کے واعظ تھے۔ پیشہ ور واعظین کی طرح یہ بھی گرمی مجلس کے لیے نہایت مسجع
دعائیں بنا کر پڑھا کرتے تھے اور اپنے تقدس کے اظہار کے لیے موقع بے موقع ہر وقت وعظ کے لیے آمادہ رہتے
تھے۔ حضرت عائشہؓ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا: تم مجھ سے تین باتوں کا عہد کرو، ورنہ میں بزور تم سے باز پرس کروں
گی۔ عرض کیا: اے ام المؤمنینؓ! وہ کیا ہیں؟ آپؓ نے فرمایا:

اجتنب السجع من الدعاء، فإن رسول الله ﷺ و أصحابه كانوا لا يفعلون ذلك،
وقص على الناس فى كل جمعة مرة، فإن أبيت فثنتين، فإن أبيت فثلاثاً، فلا تملّ
الناس هذا الكتاب، ولا ألفينك تأتى القوم وهم فى حديث من حديثهم فتقطع
عليهم حديثهم ولكن اتركهم فإذا جرؤك عليه و أمروك به فحدّثهم (۶)

”دعاؤں میں عبارتیں مسجع نہ کرو کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب ایسا نہیں کرتے تھے۔ ہفتہ میں
صرف ایک دن وعظ کیا کرو، اگر یہ منظور نہیں تو دو دن اور اگر اس سے بھی زیادہ چاہو تو تین دن۔ لوگوں کو اللہ کی
کتاب سے اکتانہ دو، ایسا نہ کرو کہ لوگ جہاں بیٹھے ہوں آکر بیٹھ جاؤ اور قطع کلام کر کے اپنا وعظ شروع کر دو۔
بلکہ جب ان کی خواہش ہو اور وہ درخواست کریں تب کہو“

عمومی وضاحت پر اکتفا کرنا / مخاطب کی عزت نفس کا خیال کرنا

اگر داعی غلطی کرنے والے کو براہ راست مخاطب کرنے کی بجائے اشارے کنایے میں اس کی غلطی کو

واضح کرتا ہے تو اس صورت میں غلطی کرنے والے کی عزت نفس مجروح نہیں ہوتی، نیز وضاحت کے اس عمومی انداز سے مخاطب کی طرف سے کسی قسم کے منفی رد عمل کا بھی کوئی خطرہ نہیں رہتا اور شیطان اس کے انتقامی جذبات کو ہوا دے کر انتقام کی طرف مائل نہیں کر سکتا۔ ویسے بھی اس اسلوب سے مخاطب کے دل میں داعی کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے اور وہ اس کی بات کو زیادہ توجہ اور انہماک کے ساتھ سنتا ہے۔

دعوت کا یہ اسلوب اس وقت مؤثر ہوتا ہے جب مخاطب کی غلطی عام لوگوں سے پوشیدہ ہو، لیکن اگر اکثر لوگوں کو اس کا علم ہو، اور اسے معلوم ہو کہ اکثر لوگ یہ بات جانتے ہیں، تو اس صورت میں دعوت و تبلیغ کا یہ اسلوب سخت زجر و توبیخ کا حامل اور غلطی کرنے والے کے لیے رسوائی کا باعث بن جاتا ہے۔ اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ اس کو براہ راست سرزنش کر دی جائے اور یہ اسلوب اختیار نہ کیا جائے۔ اگر بات بھلائی اور خیر خواہی کے جذبے سے کی جائے تو یہ ایسا انداز تربیت ہے کہ جس سے غلطی کرنے والے کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور عام لوگوں کو بھی، بشرطیکہ اسے استعمال کرتے ہوئے حکمت سے کام لیا جائے۔ صحابہ کرامؓ نے دعوت و تبلیغ میں بارہا اس اسلوب کو اختیار کیا اور غلطی کرنے والے کو براہ راست مخاطب کرنے کی بجائے عمومی وضاحت پر اکتفا کیا، تاکہ مخاطب کی عزت نفس بھی مجروح نہ ہو اور اس کی اصلاح بھی ہو جائے۔ اس اسلوب دعوت کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

ایک دفعہ حضرت علیؓ نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیا، بعد میں پانی کا ایک برتن طلب کیا، اس سے وضو کرنے کے بعد باقی ماندہ پانی کھڑے ہو کر نوش فرمایا اور پھر فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتا ہے، حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (۷)

بیت اللہ اگرچہ مکہ مکرمہ میں ہے لیکن حضرت عمر فاروقؓ نے محسوس فرمایا کہ خود اہل مکہ میں وہ ذوق و شوق مفقود ہو رہا ہے جو بیرونی زائرین کیلئے نمونہ ہونا چاہیے۔ یقیناً یہ خرابی چند لوگوں کے عمل سے ظاہر ہوئی ہوگی، لیکن حضرت عمر فاروقؓ نے کسی مخصوص فرد کی بجائے تمام اہل مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

یا اهل مكة! ما شاؤ الناس یا تئو
شعثاً و انتم مدھنون؟ اذرایتم
اے اہل مکہ! کیا بات ہے کہ لوگ جب تمہارے
پاس آتے ہیں تو ان کے بال بکھرے ہوئے ہوتے
ہیں اور تم تیل لگاتے ہو؟ تم چاندیکہ کرا حرام باندھ
لیا کرو۔

ابونہیک اور عبداللہ بن حظلہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک لشکر میں حضرت سلمان فارسیؓ کے ساتھ تھے۔ ایک عرب نے کسی شخص کو بہت زیادہ مارا پیٹا۔ اس شخص نے حضرت سلمان فارسیؓ کے پاس شکایت کی اس پر آپؓ نے کسی فرد واحد کو سرزنش کرنے کی بجائے تمام عربوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۱) جولائی ۲۰۰۳ء _____

یا معشر العرب ! الم تكونوا شر الناس
 دینا، وشر الناس داراً، وشر الناس
 عیشاً؟ فاعزّکم اللہ واعطاکم اللہ
 اتریدون ان تاخذوا الناس بعزة اللہ؟
 واللہ لستھنّ او لیأخذنّ اللہ مافی
 ایدیکم فلیعطینہ غیر کم (۹)

اے اہل عرب! کیا تم مذہب کے اعتبار سے برے
 لوگ نہ تھے؟ گھر بار کے لحاظ سے برے نہ تھے؟ اور
 زندگی کے لحاظ سے بدترین نہ تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ
 نے تمہیں (اسلام کے ذریعے) عزت عطا فرمائی
 اور نعمتیں بخشیں۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم لوگوں سے
 اللہ کے دیئے ہوئے شرف انسانی کو چھین لو؟ اللہ کی
 قسم! تم ایسی حرکتوں سے باز آ جاؤ ورنہ اللہ وہ سب
 کچھ تم سے واپس لے لے گا جو تمہارے پاس ہے
 اور اسے غیروں کو عطا کر دے گا۔

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو قریش کے چند لوگوں کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ زندہ کھیتے ہیں تو
 آپؓ نے ان کی تنبیہ کے لیے عمومی اصلاح اور وضاحت پر ہی اکتفا فرمایا، چنانچہ آپؓ نے اہل مکہ کو خطبہ دیتے
 ہوئے فرمایا:

”اے اہل مکہ! مجھے قریش کے بعض لوگوں کی یہ شکایت پہنچی ہے کہ وہ ایک کھلونے سے کھیتے ہیں جسے نزد
 شیر (پانسہ) کہتے ہیں، اور یہ بہت مشکل چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خمر اور میسر، اور میں قسم کھاتا ہوں کہ
 جو کوئی شخص پانسہ کھیلے اور میرے پاس لایا جائے تو میں اسے اس کے بال اور چمڑے پر سزا دوں گا اور جو اس کو
 لائے گا اسے مجرم کے بدن کی سب چیزیں دے دوں گا“ (۱۰)

ایک دفعہ حضرت عقبہ بن عامر گورنر مصر نے مغرب کی نماز میں تاخیر کر دی۔ حضرت ابویوب انصاریؓ ان
 کی طرف گئے اور ان کو مخاطب کر کے فرمایا: اے عقبہ! یہ کیسی نماز ہے؟ کہنے لگے کہ ایک کام کی وجہ سے تاخیر ہو
 گئی۔ چونکہ عقبہؓ خود بھی صحابی رسول ﷺ تھے اور گورنر مصر تھے اس لیے حضرت ابویوب انصاریؓ نے ان کے
 مقام اور مرتبے کا لحاظ رکھتے ہوئے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

أما واللہ ما بی الا ان یظن الناس انک
 رأیت رسول اللہ ﷺ یصنع هذا، أما
 سمعت رسول اللہ ﷺ یقول : لاتزال
 أمتی بخیر او علی الفطرة مالم یؤخروا
 المغرب الی أن تشتبك النجوم (۱۱)

اور اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے لوگ گمان کریں گے کہ
 آپ نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہوگا
 جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے، میری
 امت ہمیشہ بھلائی پر رہے گی یا فطرت پر رہے گی
 جب تک وہ مغرب کو اتنا مؤخر نہ کرنے لگیں کہ

ستارے خوب نمایاں ہو جائیں۔

اس قسم کی اور بھی مثالیں سیرت صحابہ میں ملتی ہیں جن میں مشترک چیز یہ ہے کہ غلطی کرنے والے کو

ماہنامہ الشریعہ (۱۲) جولائی ۲۰۰۳ء

شرمندہ نہ کیا جائے۔ غلطی کرنے والے کو براہ راست مخاطب نہ کرنے اور اشارہ سے اس کی غلطی واضح کرنے کے اس اسلوب میں بہت سے فوائد ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

☆ غلطی کرنے والے کی طرف سے منفی رد عمل کا خطرہ نہیں ہوتا اس طرح شیطان اس کے انتقامی جذبات کو ہوا دے کر انتقام کی طرف مائل نہیں کر سکتا۔

☆ اس اسلوب دعوت کا قلب انسانی پر گہرا اثر ہوتا ہے اور انسان فوراً اپنی اصلاح کر لیتا ہے۔

☆ اس سے غلطی کرنے والے کی عزت نفس مجروح نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے غلطی کرنے والے کے دل میں داعی اور نصیحت کرنے والے کی قدر و منزلت اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ دعوت کا یہ اسلوب اسی وقت مؤثر ہوتا ہے جب مخاطب کی غلطی عام لوگوں سے پوشیدہ ہو، لیکن اگر لوگوں کو اس کا علم ہو تو اس صورت میں اس کو براہ راست تنبیہ کر دینا زیادہ بہتر ہے، کیونکہ اگر سب کے سامنے اس کو تنبیہ کی جائے گی تو یہ سب کے سامنے اس کی رسوائی کا باعث بن جائے گی اور اس صورت میں اس کی طرف سے کسی قسم کا منفی رد عمل بھی ممکن ہے۔

مناسب طلب / آمادگی کا ہونا

مناسب طلب اور ذہنی آمادگی کے بغیر دنیا کا کوئی کام بھی انسان خوش اسلوبی اور کامیابی سے انجام نہیں دے سکتا۔ دعوت و تبلیغ کے لیے بھی ذہنی آمادگی اولین شرط ہے۔ جب کوئی شخص کسی مسئلہ کو جاننے کی خواہش کرے، اس کے بارے میں سوال کرے، اور اس کا دل اس کی طرف متوجہ ہو، اس وقت مسئلہ بتانے سے اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور زیادہ پختگی سے ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر سوال کیے بغیر اور جذبہ شوق کو ابھارے بغیر معلومات دی جائیں تو اس قدر فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لیے کار دعوت میں مشغول ہر شخص کو مخاطب کی ذہنی آمادگی کا لحاظ رکھنا چاہیے، تاکہ اس کی دعوت مؤثر ہو۔ صحابہ کرامؓ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جب تک مخاطب کی ذہنی آمادگی اور خلوص نیت کا جائزہ نہ لے لیتے اس وقت تک اس کو دعوت نہ دیتے تھے۔

قیس بن کثیر سے روایت ہے کہ حضرت ابوالدرداءؓ دمشق میں تھے کہ ان کے پاس ایک شخص مدینہ سے حاضر ہوا، آپؓ نے اس سے پوچھا: اے بھائی! کس مقصد کیلئے آئے؟ اس نے کہا: میں آپؓ سے صرف حدیث رسول ﷺ سننے حاضر ہوا ہوں، تو فرمایا: کسی اور حاجت یا تجارت کی غرض سے تو نہیں آئے؟ تو اس نے کہا:

ما جئتُ الا في طلب هذا الحديث
چنانچہ جب حضرت ابوالدرداءؓ نے اس کے خلوص کو اچھی طرح پرکھ لیا اور حدیث رسول ﷺ کی طلب

میں اس کو پوری طرح آمادہ پایا تو اس کے سامنے حدیث بیان کی۔ (۱۲)
حارث بن معاویہ الکندی کا بیان ہے کہ وہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں سوار ہو کر آئے، چنانچہ جب وہ مدینہ میں داخل ہوئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ آپ کس وجہ سے آئے ہیں؟ بولے: تاکہ آپ سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کروں۔ فرمایا: وہ تین چیزیں کیا ہیں؟ بولے:

ربما كنت أنا والمرأة في بناء ضيق فتحضر الصلوة فان صليت انا وهي كانت بحذاءي، وان صليت خلفي خرجت من البناء“ فقال عمرؓ ”تستر بينك وبينها بثوب ثم تصلی بحذاءك ان شئت، وعن الركعتين بعد العصر، فقال: نهاني عنهما رسول الله ﷺ، قال: وعن القصص فانهم أرادوني على القصص فقال: ما شئت (۱۳)

”بسا اوقات میں اور میری بیوی ایک تنگ مکان میں ہوتے ہیں کہ نماز کا وقت آ جاتا ہے، اگر میں نماز پڑھوں تو وہ میرے سامنے ہوتی ہے اور اگر میں تھوڑا پیچھے ہو کر نماز پڑھوں تو وہ مکان سے باہر نکل جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تو اپنے اور اس کے درمیان ایک کپڑے سے پردہ کر لے پھر تم اپنے سامنے والے حصہ میں اگر چاہو تو نماز پڑھ لو۔ اور جہاں تک عصر کے بعد دو رکعتوں کا سوال ہے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس سے منع فرمایا ہے۔ حارث الکندی نے کہا کہ لوگ مجھ سے وعظ گوئی کا مطالبہ کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا: جو تمہاری مرضی ہو،“
لوگ سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید جس قدر جلدی پڑھ کر ختم کر لیں اسی قدر زیادہ ثواب ملے گا۔ ایک شخص حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے ام المؤمنین! لوگ ایک شب میں قرآن دو دو، تین تین بار پڑھ لیتے ہیں؟ فرمایا: ان کا پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں برابر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تمام رات نماز میں کھڑے رہتے تھے لیکن سورہ بقرہ، آل عمران اور نساء سے آگے نہیں بڑھتے تھے (گویا انھیں تین سورتوں تک پہنچتے پہنچتے رات آخر ہو جاتی تھی) جب کسی بشارت کی آیت پر پہنچتے تو خدا سے دعا مانگتے اور جب کسی وعید کی آیت پر پہنچتے تو پناہ مانگتے۔ (۱۴)

حوالہ جات

- (۱) اصلاحی، امین احسن، ”دعوت دین اور اس کا طریق کار“، ص: ۱۳۳، فاران فاؤنڈیشن، لاہور
- (۲) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب ما کان النبی ﷺ یتلوہم بالموعظۃ الحسنۃ..... ج: ۶۹، ص: ۱۷۱ صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول النبی ﷺ: یسروا ولا تعسروا، ج: ۶۱۲۵، ص: ۱۰۶۷
- (۳) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من جعل الادل العلم ایاماً معلومتہ، ج: ۷۰، ص: ۱۷۱ ایضاً، کتاب الدعوات، باب الموعظۃ ساعۃ بعد ساعۃ، ج: ۶۱۱، ص: ۱۱۱۳ صحیح مسلم، کتاب صفۃ المنافقین واحکامہم، باب الاقتصاد، فی الموعظۃ، ج: ۱۲۷، ص: ۱۲۷
- (۴) المسند، مسند عبداللہ بن مسعود، ج: ۴۰۳۱، ۳۵۷۱، ۶۲۳/۱۔ صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الموعظۃ ساعۃ بعد

ماہنامہ الشریعہ (۱۴) جولائی ۲۰۰۳ء

ساعت، ح: ۶۴۱۱، ص: ۱۱۱۳

(۵) المسند، حدیث السیدۃ عائشہؓ، ح: ۲۵۲۹۲، ۳۱۰/۷

(۶) صحیح البخاری، کتاب الدعوات، ما یکره من اللجج فی الدعاء، ج: ۶۳۳، ص: ۱۱۰۲

(۷) المسند، مسند علی بن ابی طالب، ح: ۷۹۹، ۱۶۴/۱

(۸) الموطاء، کتاب الحج، باب ہلال مکۃ ومن یحرم غیرہم، ح: ۳۸۱، ص: ۲۳۰

(۹) حلیۃ الاولیاء، تذکرہ سلمان الفارسیؓ، ۲۶۰/۱

(۱۰) الادب المفرد، باب الادب واخراج الذین یلعبون بالنرد..... ح: ۱۲۵، ص: ۳۲۸

(۱۱) المسند، حدیث ابی ایوب انصاریؓ، ح: ۲۳۰۷۰، ۵۸۶/۶

(۱۲) جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، ح: ۲۶۸۲، ص: ۲۰۹۔ المسند، حدیث ابی

الدرداءؓ، ح: ۲۱۲۰۸، ۲۵۴/۶

(۱۳) المسند، مسند عمر بن الخطابؓ، ح: ۱۱۲، ۳۲/۱

(۱۴) المسند، حدیث السیدۃ عائشہؓ، ح: ۲۴۳۵۴، ۱۷۱/۷

(جاری)

الشريعة

اسلامی ویب سائٹ

اردو زبان میں

اسلام کیا ہے؟	مضامین و مقالات
ماہنامہ الشریعہ	آپ نے پوچھا
اسلامی ویب سائٹس	ڈائریکٹری

www.alsharia.org

ماہنامہ الشریعہ (۱۵) جولائی ۲۰۰۳ء